

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

اکٹھوان اجلاس (تیری نشست)

# بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 16 دسمبر 2022ء بروز جمعۃ المبارک بہ طبق 21 / جمادی الاول 1444 ہجری

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک و ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	04
3	دعاۓ مغفرت۔	04
4	رخصت کی درخواستیں۔	13

## ایوان کے عہدیدار

سردار بابر خان موسیٰ خیل۔۔۔۔۔ قائم مقام اسپیکر

## ایوان کے افسران

جناب طاہر شاہ کا کڑ سیکرٹری اسمبلی

جناب عبد الرحمن اپیشن سیکرٹری (قانون سازی)

جناب مقبول احمد شاہواني چیف رپورٹر

## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 16 دسمبر 2022ء بروز جمعہ المبارک بہ طبق 21 / جادی الاول 1444 ہجری،  
بوقت شام 04:00 بجرا 30 زیر صدارت جناب قادر علی نائل، پینٹ آف چیئر پرنس، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال  
کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب چیئر میں: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ از حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

**بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ**

إِنَّ هُوَ لَأَيُّحْبُونَ الْعَاجِلَةَ وَيَدْرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ﴿١﴾ نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ ح  
وَإِذَا شِنَّا بَدَلْنَا أَمْثَالَهُمْ تَبَدِّي لَا ۝ إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَى رَبِّهِ سَبِيلًا ۝  
وَمَا تَشَاءُ وْنَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ طِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ  
فِي رَحْمَتِهِ طِ وَالظَّالِمِينَ أَعْدَدْ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝

﴿پارہ نمبر ۲۹ سورۃ الدهر آیات نمبر ۷ تا ۳۱﴾

ترجمہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ لوگ چاہتے ہیں جلدی ملنے والے کو اور چھوڑ کر کھا ہے اپنے پیچے  
ایک بھاری دن کو۔ ہم نے ان کو بنایا اور مضبوط کیا ان کو جوڑ بندی کو اور جب ہم چاہیں بدال لائیں  
ان جیسے لوگ بدال کر۔ یہ تو نصیحت ہے پھر جو کوئی چاہے کر رکھے اپنے رب تک راہ۔ اور تم نہیں چاہو  
گے مگر جو چاہے اللہ بیشک اللہ ہے سب کچھ جانے والا حکمتوں والا۔ داخل کر لے جس کو چاہے اپنی  
رحمت میں اور جو گناہ کار ہیں تیار ہے ان کے واسطے عذاب در دنا ک۔ وَمَا عَلَمَنَا إِلَّا أَنْبَلَغَ۔

**جناب چیئرمین:** جزاک اللہ۔ لسم اللہ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ وقفہ سوالات نمائتے ہیں اُس کے بعد پھر آپ لوگ بات کر لیں۔

**حاجی احمد نواز بلوج:** جناب چیئرمین! سابق MPA اور نواب نوروز کے فرزند نواب زادہ میر احمد خان کی رحلت ہوئی ہے اُنکے لیے دعاۓ مغفرت کی جائے۔ اور چنی واقعہ کے خلاف جناب چیئرمین! چنی میں جتنے بھی حادثے ہوئے ہیں چونکہ ہمارے محترم ممبر یونس عزیز زہری صاحب کے والد صاحب بھی فوت ہوئے تھے وہ آج خود تشریف لے آئے ہیں اُنکے لیے بھی ایک دعاۓ مغفرت کی جائے۔

**اصغر خان اچکزی:** جناب چیئرمین! اس کے ساتھ ہی چنی میں جتنے بھی شہداء ہوئے ہیں دو تین واقعات میں اور ساتھ ہی آج 16 دسمبر ہے سانحہ APS کے ان بچوں اور اُنکے اساتذہ، سب کے لیے دعاۓ مغفرت کیا جائے۔

**جناب چیئرمین:** سانحہ APS کے شہداء اور باقی جتنے بھی ہیں اُن کے لیے بھی دعاۓ مغفرت کی جائے۔  
(دعاۓ مغفرت کی گئی)

**جناب چیئرمین:** وقفہ سوالات۔ محکمین بھی نہیں آئے ہیں اور متعلقہ منشیر صاحب بھی موجود نہیں ہیں تو سارے سوالات defer کیے جاتے ہیں۔

**جناب چیئرمین:** وقفہ سوالات ختم۔

**جناب چیئرمین:** جی یونس عزیز زہری صاحب!

**میر یونس عزیز زہری:** شکریہ جناب چیئرمین۔ ہم میرا سد اللہ صاحب کے مشکور ہیں کہ آج جو کابینہ ہمارے چودہ وزراء اور پانچ مشیران اور سات آٹھ ہمارے پارلیمانی سکریٹریز اور اُن میں سے ایک میرا سد صاحب تشریف لائے ہیں، ہم اُن کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ باقی جناب اسپیکر! ہم روناروئے ہیں کہ جی بلوچستان میں پیسے نہیں ہیں اور تنخوا ہوں کے لیے ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔ تنخوا ہوں کے لیے بھی پیسے نہیں ہیں اور ہم نے وزیر اور مشیر پورے بنائے، ابھی حال ہی میں بلوچستان کا ریکارڈ اسی میں بھی ہم آپ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ ہم نے توڑ دیا، یہیں کے قریب advisors ہم نے لے لیے۔ تو مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ ابھی بلوچستان کی تقدیر بدلت جائے گی۔ کیونکہ یہ جو ہمیں advisors ہماری گورنمنٹ نے لیے ہیں تو اس سے ہماری معیشت بھی ٹھیک ہو جائے گی اور میرا سد صاحب کی میں نے کل پرسوں کی جو تقریر سنی اُس میں وفاق سے جو گلہ کر رہا تھا۔ تو یہ ہماری معیشت کو بھی ٹھیک کرنے والے بھی یہی لوگ ہیں۔ اور ان میں قانون دان بھی ہمارے پاس ہیں۔ Law کو بھی یہ لوگ جانتے ہیں تو مجھے اُمید ہے کہ یہ ہمارے میں جو advisors لگائے گئے ہیں انشاء اللہ بلوچستان کی تقدیر بدلت جائے گی۔ تو میں اپنے دونوں وزراء کو ابھی دو ہو گئے دونوں کو میں مبارکباد

پیش کرتا ہوں کہ یہ یہی advisors ہمارے جو آئے ہیں ابھی بلوچستان کی تقدیر بدلت جائے گی ہم تمام اسمبلی کے دوستوں کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

**میر اسد اللہ بلوج (وزیر راععت و کاؤنٹری یوو):** اس کی صحیح کی جائے کہ یہ coordinator یہی یہ advisors نہیں ہیں۔

**میر یونس عزیز زہری:** coordinator یہیں یا کچھ بھی ہیں میں ان کی تشویح کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ گورنمنٹ پر تو بوجھ کا مجھے پتہ ہے کہ کتنا بوجھ ہے گورنمنٹ پر، وہ مجھے پتہ ہے، یہ بات آپ لوگ نہیں کریں کہ کتنا بوجھ ہے۔ بہر حال میں کہتا ہوں کہ بلوچستان کی تقدیر اب بدلت جائے گی۔ کیونکہ یہ فوج جو پہلے ریسانی صاحب کے دور میں کہتے تھے کہ جی 65 کے 65 وزیر ہیں۔ ابھی 65 سے ہم گزر گئے ہیں۔ ابھی آپ گن لیں ٹوٹل اُس میں آگئے ہیں۔

**جناب چیئرمین:** آپ لوگ سمیت؟

**میر یونس عزیز زہری:** ہم تو نہیں ہیں ہمارا کوئی بھی نہیں ہے۔

**جناب چیئرمین:** آپ نے کہا کہ 65 سے زیادہ ہو گئے ہیں۔

**میر یونس عزیز زہری:** تو وہ جو باہر سے آئے ہیں پہلے یہی کہا تھا ہمارے سی ایم صاحب نے اس seat پر بیٹھ کے انہوں نے اپنی first speech میں یہی کہا تھا کہ جی باہر کا کوئی نہیں ہوگا۔ لیکن ابھی مجھے یہ پتہ نہیں چلا کہ یہ ہماری سیٹیں کہاں سے بڑھ گئیں، یہ یہیں ہمارے پاس آگئے، یہ تو مجھے نہیں لگتا کہ وہ اس اسمبلی سے آئے ہیں یا باہر سے آگئے ہیں۔ بہر حال ابھی آپ کو بھی مبارکباد اور ہمارے سی ایم صاحب کو، اور ہمارے وزراء کو بھی میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جو ہمارے میں coordinators آئے ہیں تو اُس سے بلوچستان کی تقدیر بدلت جائے گی اور بلوچستان خوشحال ہو گا۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

**جناب چیئرمین:** شکریہ۔ جی احمد نواز بلوج صاحب بات کر یاں گے پھر اُس کے بعد اصغر خان اچکزی صاحب۔

**حامی احمد نواز بلوج:** شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! آپ کے علم میں ہو گا کہ کوئی کے تمام جو آبنوشی کے ہمارے ٹیوب ویلز ہیں واپڈا نے ان کے لنسکشن disconnect کے ہیں، کوئی اور پورے بلوچستان میں جتنے بھی PHEs کے ٹیوب ویلز ہیں وہ سب بند پڑے ہیں۔ تو اس پر عدالت نے بھی رو لنگ دی تھی کہ آبنوشی کی جتنی بھی اسکیمات ہیں ان کا case بھی چل رہا ہے۔ جتنی بھی اسکیمات ہیں آبنوشی کی ان کی واپڈا line disconnect کوئی نہیں کرے گی۔ بہر حال وہ تو ہیں عدالت کے زمرے میں آیا ہے۔ آپ کی بھی رو لنگ اُس میں ساتھ ہوتا کہ وہ جتنے بھی کوئی میں ہمارے حلقوں میں سریا ب ہو، پورے کوئی میں جتنے بھی PHE کے ٹیوب ویلز ہیں، انکے لنسکشن

ہوئے ہیں۔ اس میں لوگ بہت پریشان ہیں عوام suffer کر رہے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ ایک رولنگ دے دیں تاکہ ان ٹیوب ویلز کی بھلی بحال ہو۔ اس کے علاوہ جناب چیئرمین صاحب! چن والعکی میں اپنی پارٹی کی طرف سے شدید الفاظ میں ندمت کرتا ہوں کہ وہ آئے دن ایک ملک ہمارے علاقوں میں بمباری کر رہا ہے اور عوام کو وہ شہید کر رہا ہے۔ اور اس میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ بارڈر بیلٹ میں ہماری جو گلکیاں ہیں یا گاؤں ہیں ان پر بمباری ہو رہی ہے تو اس ایوان کے توسط سے میں اس کی شدید الفاظ میں ندمت بھی کرتا ہوں کہ عوام کی جان و مال کی حفاظت state کی ذمہ داری ہے۔ تو وہ اس پر نوٹس لے سفارتی سطح پر ہو، ہمارے اصغر خان بھائی بیٹھے ہیں وہ اپنے بھی اس چیز کو control کریں کہ اس میں عوام شہید ہو رہا ہے جناب چیئرمین صاحب۔ through

**جناب چیئرمین:** شکریہ منظر صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں واپڈا کی PHE کے اوپر کچھ dues ہیں کچھ پیسے تو دیے تھے آپ کی حکومت نے ابھی کچھ رہتے ہیں جس کی وجہ سے آئے دن ان ٹیوب ویلوں کی لائن disconnection ہے تو آپ چیف منستر صاحب سے کہہ دیں کہ جو واپڈا کے جو بقايا جات ہیں وہ کسی طرح ادا ہو جائیں تاکہ یہ جو ٹیوب ویلز کے connection بار بار منقطع کیے جاتے ہیں تو یہ سلسلہ بند ہو جائے۔

**حاجی احمد نواز بلوج:** جناب چیئرمین! ابھی 62 کروڑ روپے release ہوئے ہیں اُن کو مل رہے ہیں جناب چیئرمین صاحب! وہ اس اثناء میں کہ دوسرا بھی اپنے پیسے نکلواداں۔ 62 کروڑ اُن کے لیے release ہوئے ہیں ظاہر ہے وہ فائل move ہو کر CM تک جائے گی، وہ پیسے انہیں مل جائیں گے۔ تو آپ رولنگ دے دیں کہ آپ کے پیسے آپ کو مل رہے ہیں لہذا آپ تمام ٹیوب ویلز کی بھلی بحال کر دیں۔

**جناب چیئرمین:** جی منظر صاحب۔

**میر نصیب اللہ مری (وزیر تعلیم):** جناب چیئرمین! اُن کے پیسے 62 کروڑ روپے release ہو چکے ہیں۔ شاید تھوڑے بہت رہتے ہیں ان کا process ہو رہا ہے اس میں کوئی time تو ضرور لگتا ہے۔ آپ ایک رولنگ دے دیں واپڈا کو کوئی لائن disconnect نہیں کرے اُن کے پیسے انشاء اللہ جلدی مل جائیں گے۔

**جناب چیئرمین:** اگر پیسے مل گئے ہیں تو اُن کا کوئی جواز نہیں بنتا کہ وہ disconnect کر لیں۔

**وزیر تعلیم:** نہیں کیوں کہ اس کے وہ release تو ہو چکے ہیں ان کا جو process ہے جو دفتر میں جانا بل ہے چیک ہے وغیرہ وہ ہو رہا ہے خالی ان کی۔

**جناب چیئرمین:** صحیح ہے۔ سیکرٹری صاحب! اگر کوئی لیٹر لکھ سکتے ہیں چیف کیسکو کو کہ اسمبلی میں جوار کان کی طرف سے جو تحفظات سامنے آئے ہیں کہ آپ کو پیسے بھی مل چکے ہیں۔ اُس کے باوجود آپ لائن disconnect کر رہے

ہیں۔ کسی طرح یہاں سے آپ ایک لیٹریچ دیں چیف کیسکو۔

**جناب چیئرمین:** جی اصغر خان اچنزی صاحب۔

**جناب اصغر خان اچنزی:** شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ چیئرمین صاحب! جس طرح احمد نواز بھائی نے بات کی چیز واقعہ پر بلکہ ایک دن نہیں پے درپے واقعات وہاں پر ہوئے اور مسلسل ہو رہے ہیں۔ ابھی بھی جو صورت حال وہاں دکھائی دے رہی ہے، کوئی خوش گوار نہیں ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! ہمیں اس وقت تک اس جھگڑے کے اصل محکمات کا اندازہ اور پتہ نہیں چل رہا ہے کہ یہ بھگڑا کس بات پر ہورہا ہے؟ یہ مسئلہ کیا ہے؟ یعنی پورا دن فائرنگ بھی شروع اور بارڈر بھی اُسی طرح کھلا رہے، آنا جانا سارے مسئلے مسائل وہ بھی چل رہے ہیں۔ لیکن جنگ اور جھگڑے کی حالت میں بھی دونوں اطراف کے عام عوام ہیں۔ پہلے والے واقعہ میں کم و بیش کوئی سات، آٹھ بندے شہید ہوئے۔ کوئی ستائیں، اٹھائیں بندے اُس میں زخمی ہوئے۔ ابھی کل کے واقعہ میں پھر ایک بندہ شہید ہوا ہے کوئی دس تک زخمی ہوئے ہیں۔ اور دوسرا بات یہ ہے کہ جناب چیئرمین! یہ روز روز کا جھگڑا بھی کس بات پر ہے ایک بات ہم اس Floor پر واضح کر دیں کہ آج کی افغانستان کی حکومت کے قیام کے لیے ہماری ریاست اور ہمارے ریاستی اداروں نے کم و بیش کوئی چالیس سال انہا پسندی اور دہشتگردی کی اُس پالیسی کو support کیا جس کا خمیازہ نہ صرف ہم ملکی سطح پر بھگت رہے ہیں نہ صرف ہمارے ہاں فرقہ داریت کو فروغ ملائہ صرف ہمارے ہاں کلاشکوف کلچر کو فروغ ملا۔ نہ صرف ہمارے ہاں نشیات، دنیا جہاں کے جرام کی جڑ ہماری اس پالیسی کا نتیجہ ہے۔ آج جب آپ نے وہاں اپنی مرضی کی حکومت بنادی۔ اور وہاں آپ کے اُس چالیس سال کے اُس جھگڑے کے بعد آپ کی مرضی اور آپ کے منشا کی حکومت وہاں بن بھی گئی۔ یعنی جس دن کابل پر takeover ہوا، اُسی دن ہمارے اُس وقت کے ISI Ex-cheif اُس نے ایک کپ چائے کا سرینا ہوٹل میں سرپر اٹھا کے کہا ”کہ ہم نے کابل بھی فتح کر لیا“۔ تو یہ آج آپ نے کابل بھی فتح کر لیا آج وہاں آپ کی مرضی کی حکومت بھی ہے تو معاملہ کس بات پر ہے؟ یہ روز روز آپ یقین کریں کہ کل میں خود شہر میں موجود تھا۔ اور اُس دن بھی اتفاقاً میں خود شہر میں موجود تھا۔ آپ تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں کہ اُس دن اور کل والے دن جس طریقے کی بمباری، جس طریقے کی آوازیں، جس طریقے کے مارٹر کے بڑے بڑے گولے شہر میں پڑ رہے تھے۔ یعنی پورا شہر افراتفری کی نظر تھا، پورا شہر بھاگ و دوڑ کی طرف افراتفری، ہر طرف بھاگ دوڑ، ہر طرف چین و پکار، ہسپتال میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کی موجودگی۔ تو اس مقدس ایوان کے توسط سے ہم اپنے اداروں سے پوچھنا چاہتے ہیں سوال کرنا چاہتے ہیں کہ اصل اسکے محکمات سامنے لے آئیں کہ اس حکومت کے قیام کے لیے آپ نے جس طریقے سے اُس کا توہس نہیں کر دیا اُس کو تو تباہ و بر باد کر دیا۔ مطلب آپ کی خواہش تھی کہ وہاں مجاہدین کی حکومت بنے، بن گئی۔ پھر آپ کی خواہش تھی کہ وہاں

طالبان کی حکومت بننے، بن گئی۔ پھر دوبارہ آپ کی خواہش ہوئی کہ وہاں دوبارہ طالبان کی حکومت بننے، وہ بن گئی، ابھی مسئلہ کیا ہے؟ جھگڑا کیا ہے؟ اصل محکمات قوم کے سامنے لے آئیں کہ آپ کی ان سے demand کیا ہے؟ اور وہ اس پر عمل کیوں نہیں کر رہا ہے؟ یا ان کی کیا خواہشات ہیں؟ آج تک اس سوال کا جواب دونوں طرف کے دفتر خارجہ کے level پر کسی نے نہ سنا ہے نہ پڑھا ہے نہ کوئی میڈیا پر آکر اس نے یہ کہا کہ ہمارا اس بات پر جھگڑا ہے۔ لیکن روز روز یہ تماشہ لگا رہتا ہے۔ تو جناب چیئرمین! آپ سے request ہے کہ کم از کم اس پورے ایوان سے کہ ہم اس ایوان سے ایک ایسی قرارداد پاس کر لیں کہ ہم اپنے دفتر خارجہ والوں سے پوچھ لیں کہ اس جھگڑے کی اصل وجہات کیا ہیں؟ جس کی نظر عام لوگ ہیں؟ جس کی وجہ سے عام لوگ بتاہو برباد ہو رہے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ جناب چیئرمین! آج 16 دسمبر ہے، یہ ایک انتہائی بد قسمت دن ہے اس ملک کی تاریخ میں۔ اور اس دن سے ہم نے دونوں حوالوں سے آج تک سبق نہیں سیکھا ہے، ایک آج کے دن سقوط ڈھا کہ ہوا ہے۔ آج بھی یہاں پارلیمنٹ آزاد نہیں ہے۔ آج بھی یہاں ووٹ کا لفڑس بحال نہیں ہے۔ آج بھی یہاں پارٹیاں بنائی بھی جاتی ہیں، توڑی بھی جاتی ہیں حکومتیں بنائی بھی جاتی ہیں اور توڑی بھی جاتی ہیں۔ لوگوں کے پیچھے کرداروں کی وجہ سے سب کچھ بتا بھی ہے توڑا بھی جاتا ہے۔ ہم نے سقوط ڈھا کہ سے سبق نہیں سیکھا ہے۔ آج بھی ہم کوشش کرتے ہیں ہمارے اس ملک کی مقتدر قوتیں یہ کوشش کرتی ہیں کہ ایک یونین کو نسل کی حد تک بھی اُس کی پہنچ ہو اور ایک یونین کو نسل کا ایک کو نسل بھی اُن کی طبیعت کا منتخب ہو جائے۔ تو ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ پاکستان جب مشرقی پاکستان کے ساتھ مشترکہ پاکستان تھا، ایک اُس وقت کے پاکستان اور ایک آج کے پاکستان کے اور آج کے اُن کے حالات اور ہمارے آج کے حالات ہمارے سامنے ہیں۔ جو قویں، جو ملکتیں، جمہوریت کی راہ پر چلتی ہیں، ووٹ کے لفڑس کا احترام کرتی ہیں، آزاد اور خود مختار پارلیمنٹ پر یقین رکھتے ہیں، عدل و انصاف کے اعلیٰ عدالتی کے اُس کے نظام پر یقین رکھتے ہیں، وہاں کوئی مشکل نہیں ہے۔ یہاں آپ کی judiciary کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ یعنی ایک عجیب و غریب صورتحال ہے۔ عظم سواتی جیسے بندہ جس کے متعلق کیا کچھ نہیں کہا گیا، وہ آزاد ہو سکتا ہے، علی وزیر آزاد نہیں ہو سکتا وہ بھی ایک منتخب پارلیمنٹریں ہے۔ پارلیمنٹ کی حالت کا ہم سب کو پتہ ہے، یہ جو پرسوں ترسوں یہاں قرارداد پاس ہوئی ہے، کیوں ہوئی ہے؟ اور کس عجلت میں ہوئی ہے؟ کیوں اس پر کوئی debate نہیں ہوئی ہے؟ آج پورے بلوچستان کی نظر اس قرارداد پر ہے اور وہ مزاحمت کا رجو اس بنیاد پر مزاحمت کر رہے ہیں، آج وہ اسکو پھر issue، یہ issue نہیں اُنکے لیے ایک مسئلہ ہے، اُن کے لوگوں کے لیے ایک مسئلہ ہے، اس کو اٹھا کے، اس پر کچھ اور سوچنے کی اُس پر جا پہنچے ہیں۔ اسی طریقے سے آج APS کے شہداء کا دن ہے۔ آج بھی ہم دہشتگردی کی پشت پر کھڑے ہیں۔ آج بھی ہمارے یہاں ایک باعزت آدمی

سے ایک سیاسی آدمی سے ہماری مقدار قوتوں کو ایک ہشتنگر دپندن ہے ایک اُس کردار کے مالک شخص کو وہ ترجیح دیتے ہیں جو جرام پیشہ ہوں، جو انہا پسندی میں involve ہوں، جو ہشتنگر دی میں support کیا جا رہا ہے۔ ہم ان سے پوچھنا چاہتے ہیں بڑے عجیب و غریب گانے بنائے جاتے ہیں۔ انہوں نے قربانی دی، کس چیز کے لیے، ان بچوں نے کس چیز کے لیے قربانی دی ان کے مقاصد کیا تھے یہ تو چھوٹی عمر کے بچے تھے اسکوں جا کے کچھ حاصل کرنے گئے ہوئے تھے۔ تو جناب چیزِ میں! جب وہ شہید ہوئے تو سب نے کہا انہوں نے قربانی دی اس ملک کے لیے۔ یہ مورچے میں لٹر رہے تھے یہ کسی کے خلاف کسی جگہ میں لٹر رہے تھے؟ یہ تو کچھ حاصل کر کے مستقبل میں کچھ بننے والے تھے۔ لیکن پھر بھی ہم نے نہ ہشتنگر دی سے سبق سیکھا ہے جس نے ہمارے حالات کو اس نجھ پر پہنچا کر رکھ دیا ہے اور نہ ہم نے ووٹ کے تقدس سے سبق سیکھا ہے کہ جس کے نتیجے میں ہم آج بغلہ دلیش کی صورت میں، ہم سے جدا ہوا ایک ملک دیکھ رہے ہیں۔ اُس وقت بھی کیا مسئلہ تھا؟ ایک اکثرت کو تسلیم کرنے سے انکاری قوتوں نے دلخت کر دیا سب پورے ملک کو۔ تو جناب چیزِ میں! سب سے پہلے تو چمن کے واقعہ کا کیسے نوٹس لیا جا سکتا ہے؟ اس کا ایک نوٹس لینا چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ خدارا! اس ملک کے اداروں کو ہم کہتے ہیں کہ ہشتنگر دی کی پشت پناہی چھوڑ دیں۔ انہا پسند قوتوں کی پشت پناہی چھوڑ دیں۔ جس کو آپ strategic death کہتے ہیں، جس کو آپ اپنے اثنائے جات کہتے ہیں، جس کا خمیازہ APS شہداء سے لیکر عوای نیشنل پارٹی کے ہزاروں شہداء، اس پشوتوں وطن کے ہزاروں شہداء، اس بلوج دھرتی کے ہزاروں شہداء، اس کی صورت میں ہم بھگت رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی ہم ان کو منزہ کرنا چاہتے ہیں کہ خدارا مزید یہ سلسلے ختم کر دیں۔ کیا اقلیت کو بھی control میں رکھیں، پارلیمنٹ کو بھی control میں رکھ دیں اور یہاں تک کہ ایک یونین کو نسل کے ایک معمولی کو نسل تک بھی کوشش آپ کی ہوتی ہے کہ وہ بھی آپ کی مرضی کا منتخب ہو جائے۔ تو اس سے آپ کیا حاصل کروں گے؟ جس پارلیمنٹ میں آپ فرض کر لیں لوگوں کا اعتماد نہ ہو عوام کا اعتماد نہ ہو اُس کا حاصل پھر کیا ہوگا؟ اُس کا پھر نتیجہ کیا ہوگا؟ جس کے لیے راتوں رات بھی آپ DHA کا بل لے آئے، کبھی اس طرح کے بل لے آئے، کبھی اُس طرح کی چیزیں کر دیں۔ تو جناب چیزِ میں! ہم ان سے request کرتے ہیں کہ اس ملک کے آئین کے تحت جس ادارے کے جو بھی آئینی اختیارات تجویز کرتے ہیں اُسی کے frame of work میں رہ کے ہر ایک کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ آپ کی جس judiciary position میں ہے جس طرح میں نے شروع میں بات کی یعنی یہاں لوگ گھومتے پھرتے ہیں، جنیلوں کے نام تک لیتے ہیں، اداروں کے نام تک لیتے ہیں، دنیا جہاں کے ازمات لگادیتے ہیں۔ اور ایک منتخب پارلیمنٹرین جس کی ایک کیس میں صفات ہو جاتی ہے اگلے دن کوئی اور FIR اُس کے against درج ہوتی ہے۔ اگلے دن جب اُس میں اُس کی صفات ہو جاتی ہے تیرے دن اُس کے خلاف کوئی اور FIR

درج ہوتی ہے۔ لیکن جس نے اداروں کو چیلنج کیا ہے، جس نے by-name portfolio کے نام لیے ہیں وہ آزاد گھوم پھر رہے ہیں۔ علی وزیر نے دہشت گردی کے خلاف اپنے گھر سے 18 جنازے دیے ہیں، اُس نے یہ کبھی نہیں کہا ہے ”کہ مجھے وزیر اعظم بنا دو، مجھے وزیر خارجہ بنا دو، مجھے فلاں گورنمنٹ کی portfolio دے دو“ وہ صرف اپنی دھرتی کے لیے امن چاہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہم انسانیت کے ناطے کم از کم زندگی پر امن طریقے سے گزر سکے۔ لیکن اس کی سزا وہ بھگت رہے ہے ہیں۔ اور دوسال سے ایک منتخب پارلینمنٹرین ہونے کے ناطے اس وقت تک جیل میں ہے۔ تو یہ دہرا معیار ہے، پارلینمنٹ کی سطح پر، عوام کی سطح پر، جو ہمیں مل رہا ہے اس کا پھرنتیج پھر کیا ہو گا۔ چونکہ علی وزیر کا لوکل پنجاب کا نہیں ہے آج جتنے بھی لیڈر رز ہیں وہ صرف اس بات پر ناراض ہیں کہ ہمیں وزارت عظمی سے کیوں ہٹایا گیا۔ ہمیں حکومت سے کیوں نکالا گیا۔ یا آج حکومت مانگ رہے ہیں یا کل کے اُس وقت کی اپوزیشن جو اس بات پر واویلا کر رہی تھی کہ ہمیں حکومت کیوں نہیں مل رہی ہے؟ ہمارے خلاف کیسے کیوں بنائے جا رہے ہیں؟ آج لوگ لندن میں بیٹھ کے، اُسکو پاسپورٹ بھی مل رہا ہے اُس کی تیاریاں بھی ہو رہی ہیں۔ اور ایک منتخب بندہ وہ جیل کاٹ رہا ہے وہ سزا بھگت رہا ہے۔ تو یہ دو طرز کے رویے جو پیغام پورے ملک کی سطح پر اقوام کو دے رہے ہیں۔ جناب اپنے Floor on the record میں ایک دن اس کا خمیازہ ہم بھگتیں گے پہلے اس کے کہ ہر بچے سے لیکر ہر خاتون تک لوگوں کے ذہن میں یہ سوال اُبھرے اُس سے پہلے اس کا کوئی مناسب آئینی اور قانونی حل نکالا جائے۔ شکریہ جناب اپنے

**جناب چیئرمین:** شکریہ۔ جی میر سلیم خان کھوہ صاحب۔ میر عارف جان صاحب آپ بیٹھ جائیں پہلے میر سلیم خان کھوہ صاحب، اُس کے بعد آپ۔

**میر سلیم احمد خان کھوہ:** شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ گزارش یہ ہے کہ بلوچستان میں سیالاب کا جواہرک طوفان آیا تھا، آج بھی نہیں نکل سکے، باقی چیزیں تو اپنی جگہ پر، ہمارے لوگ آج بھی اُس تکلیف اور مصیبت میں جو پہلے دن تھا آج بھی وہی حالت ہے۔ جناب! پورا علاقہ آ کر دیکھ لیجئے نصیر آباد ڈویژن تباہ ہو چکا ہے۔ باکل infrastructure تباہ ہو چکا ہے، کسی قسم کی بھی کوئی سپورٹ نہیں ہے۔ ہمارے ہیئت کے سینیٹر ز تباہ ہو چکے ہیں ایک بیکشن کی بلڈنگ تباہ ہو چکی ہیں ہمارا کمیونیکیشن سسٹم بالکل تباہ ہو چکا ہے ڈیرہ اللہ یار سے لیکر ہر دین تک ہمارا جو main road ہے جو صحت پورا اور جعفر آباد کو اور باقی بلوچستان کو ملاتا ہے، بالکل اُس کا نام و نشان تک نہیں کوئی سات آٹھ کلومیٹر جو بلکہ ٹیپ روڈ تھا وہ بہ گیا ہے نظر ہی نہیں آ رہا ہے، لوگ کتنی تکلیف میں گزر رہے ہیں یہاں کے سرکار کو پتہ بھی نہیں ہے۔ آج تک ہم نے شاید میرے خیال میں ہمارے کچھ وزراء صاحبان بیٹھے ہیں اور گورنمنٹ کے کچھ مہربان دوست سامنے بیٹھے ہیں، وہ سی ایم صاحب کو بتا دیں کہ آپ کو اس ایوان کے اندر آنا بھی لازم ہے۔ میں نے نہیں دیکھا ہے، ایک عرصہ ہو گیا ہے وہ یہاں

تشریف نہیں لائے۔ یوں صاحب ہمارے مہربان ہیں بھائی ہیں دوست ہیں، آج گلہ کر رہے تھے بہت ساری باتیں گتوں رہے تھے لیکن آج بھی اس فلور پر بھی باہر بھی اگر ان کی آپ پر لیں کافرنز کو دیکھ لیں کہ اس حکومت کو لانے میں اُنکی کتنی contribution ہے، اور کس طرح کی خوشیاں منائیں وہ بھی پورے بلوچستان نے دیکھا ہے۔ آج جو بلوچستان بھگت رہا ہے اس تکلیف کو، اُسیں آپ کی بھی contribution ہے۔ آپ اپنے آپ کو باہر نہیں نکال سکتے ہیں یہ جو آج ہم مصیبت دیکھ رہے ہیں یہ صوبہ جس تکلیف میں جس کرب میں گزر رہا ہے اُس کا آپ بھی حصے دار ہیں۔ آپ اپنے آپ کو باہر بھی نہیں نکال سکتے شاید تھوڑی دیر کے لئے نکال لیں لیکن تاریخ کے پوں سے آپ اپنے آپ کو نہیں نکال سکتے جو تاریخ میں لکھا جائیگا۔ اسی طرح جناب والا! جو چیف منٹر صاحب جو اس صوبے کے ساتھ کر رہے ہیں وہ بھی تاریخ میں پتہ نہیں کس طرح تاریخ دان لکھیں گے پتا نہیں کیا لکھیں گے۔ ہمارے بعد لوگ دیکھ رہے ہوں گے کہ اس صوبے میں ایک دور ایسا بھی گزر اتحاد لوگ سخت تکلیف اور مصیبت میں تھے۔ جناب! کیا روناروئیں، کس چیز کا روناروئیں، ہمارے علاقے میں آپ آکر دیکھیں آج بھی پانی موجود ہے، لوگ بچارے ٹینٹوں میں پڑے ہوئے ہیں ٹینٹ اس طرح مانگ رہے ہوتے ہیں، ڈی سی کے پاس جا کر، این جی او ز کے پاس جا کر کے بھکاریوں کی طرح، ایک جو بھکاری بھی شاید اس طرح نہیں مانگ رہا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو اس صوبے کی معیشت کو support کرنے میں بہت بڑا contribution ہے، میں ان بزرگوں کی بات کر رہا ہوں اپنے علاقے کی، یہ وہ لوگ ہیں جو اس ملک کے system کو اور پرے جاتے ہیں معیشت کو اور پرے جاتے ہیں آج وہ تکلیف میں ہیں لیکن ان کی تکلیف کو سننے والا کوئی بھی نہیں ہے۔ ایک بہت بڑی مصیبت ہے۔ پچھلے دنوں دو تین دن پہلے جو یہاں سیشن ہوا تھا، میں شکر گزار ہوں اپنے ایک لیکچر منٹر اسد اللہ بلوج صاحب کا تھوڑا بہت اگر کچھ کہا جا سکے ہمارے علاقوں میں اگر سپورٹ کوئی تو اسی ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے سپورٹ ہوئی زمینداروں کو تیج دیا گیا۔ لیکن وہ بھی نہ ہونے کے برابر ہیں۔ لیکن پھر بھی انکو appreciate کرتے ہیں جو بھی اسی وقت اپنے محدود و دوسائیں میں جتنی بھی اُس نے سپورٹ کی ایک سپورٹ تو نظر آئی۔ کچھ نظر تو آیا، کچھ لوگوں کو تو ایک دلسا تو ملا، کچھ لوگوں کی زندگیوں میں بہتری تو آئی لیکن اس کو بھی ہم وہ نہیں کہہ سکتے جو ایک بہترین قسم کی سپورٹ ہونی چاہیے کیونکہ جب تک آپ کو فیڈرل support نہیں کرے گا آپ کہاں سے کر سکیں گے۔ اس صوبے کے پاس بڑے ہی مدد و دوسائیں ہیں۔ یہ چیزیں اس وجہ سے day by day خراب ہوتی جا رہی ہیں کہ چیف ایگزیکٹو کی توجہ نہیں ہے جب ان کی توجہ نہیں ہوگی تو پھر اسی طرح کے حالات ہوں گے۔ جناب! یہ سیلا بصرف بلوچستان میں نہیں آیا۔ یہ آپ کے پنجاب میں آیا آپ کے سندھ میں آیا۔ سندھ میں بلوچستان سے کئی گناہ زیادہ آیا۔ آج اگر آپ جائیں، میں پچھلے دنوں کراچی سے اپنے علاقے بلوچستان کی طرف سفر کر رہا تھا، سندھ کے علاقے سے وہ پورا یا نی میں ڈوبا ہوا تھا۔ ان کے

bھی تباہ تھے۔ لیکن وہاں کام نظر آ رہا تھا۔ روڈ کے سیکٹر میں NHA کام کر رہی تھی۔ ہمارے صرف یہ دو تین روڈز ہیں جو NHA کے پاس ہیں۔ ہمارا ایک بولان کے اندر پنجرہ پل ہے، وہ بہہ گیا۔ آج تک اس پر کام start نہیں ہوا۔ اور یہ سبی سے لے کر جعفر آباد تک اور اپنا کوئی تک روڈ کا بالکل کئی جگہوں پر نام و نشان نہیں ہے۔ لیکن NHA نظر نہیں آ رہی ہے کام ہی نہیں کر رہی ہے آخر یہ کون push کرے گا اس کوون follow up کرے گا؟ یہ چیف ایگر یکٹیو کرے گا یہاں کی کیبنت کرے گی یہ میرے دوست بیٹھے ہوئے ہیں یہ بتائیں کہ انہوں نے آج تک اس حوالے سے کیا کیا ہے۔ آخر اب اپنا رونا کس کے سامنے روئیں؟ میں نے ایک دفعہ سوچا کہ اپنے علاقے کے لوگوں کو لے کر یہاں آ جاؤں لیکن یہاں آ کر بھی ہم کیا کریں گے؟ ہم جاگتے رہیں گے، اور حکمران سوتے رہیں گے۔ اب تو جائیں تو جائیں کہاں؟ اپنا رونا کس کے پاس جا کر روئیں؟ جناب عالی! تو آپ سے گزارش ہے اس پر کوئی رولنگ دیں جو سیلا ب زدگان کی جو تکلیفیں ہیں وہ تھوڑی سی دور ہو سکیں۔ ہمارا infrastructure سیلا ب بالکل تباہ ہے نام و نشان بھی نہیں ہے کیا کریں؟ کس کے سامنے روئیں؟ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ ایک اپوزیشن ہے وہ بھی حکمرانوں سے زیادہ حکمران کا حصہ دار بی ہوئی ہے۔ ہم دو تین بندے رو رو کر تھک جاتے ہیں، کچھ ہوتا نہیں ہے، کوئی سننے والا نہیں ہے۔ میں ان سب کے، اب میں وہ کچھ کرنہیں سکتا ہوں۔۔۔ (مداخلت۔شور)

**میر محمد اکبر مینگل:** آپ کی پارٹی کی حکومت ہے، ہم نے ووٹ نہیں دیا ہوا ہے، ووٹ آپ نے دیا وہ الگ بات ہے۔

**میر سلیم احمد کھوسہ:** آپ خود کو نہیں نکال سکتے مینگل صاحب آپ جتنی بھی بتائیں کر لیں۔

**میر محمد اکبر مینگل:** روینوڈی پارٹمنٹ کی تکلیف زندگی بھرنہیں جائے گی۔

**جناب چیئرمین:** سنیں، سنیں۔

**میر محمد اکبر مینگل:** وہ جو روینوڈی پارٹمنٹ کی تکلیف ہے وہ آپ کو پتہ ہے۔

**میر سلیم احمد کھوسہ:** آپ جتنا بھی کہیں بلوچستان کے عوام یہ تو ف نہیں ہیں اُن کو پتہ ہے یہ حکمران، اُس کو بٹھانے والا کون ہے، سب کو پتہ ہے۔

**میر محمد اکبر مینگل:** روینوڈی پارٹمنٹ کی تکلیف زندگی بھر آپ کے ساتھ رہے گی۔

**جناب چیئرمین:** بس ختم کر لیں شکریہ۔ شکریہ، توجہ دلاؤ نوٹس۔ نصر اللہ خان زیرے صاحب آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس کے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

**جناب نصر اللہ خان زیرے:** میں ذرا پاٹکٹ آف آرڈر۔

**جناب چیئرمین:** نہیں توجہ دلاؤ نوٹس۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** ایک منٹ اگر آپ مجھے موقع دے دیں۔

**جناب چیئرمین:** اس کے بعد بات کر لیں پہلے کارروائی پر آتے ہیں اُس کے بعد پھر آپ کو موقع دے دیتے ہیں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** ٹھیک ہے۔ شکریہ جناب اپنیکر! توجہ داؤ نوٹس۔ وزیر برائے ملکہ کھیل و ثقافت و سیاحت کی توجہ ایک ایم میلے کی جانب مبذول کرتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ علاقہ 31PB مشرقی بائی پاس میں واقع لاہوری سیت صوبے کی مختلف لاہوریز میں اب تک استثنٹ لاہوریین اور دیگر مختلف نوعیت کی خالی اسامیوں پر کن کن لوگوں کو تعینات کیا گیا ہے؟ اور ان کے نام، ولدیت، لوکل، ڈومیائل اور جائے سکونت نیز جس recruitment کی سفارشات پر مذکورہ خالی اسامیوں پر تعیناتی عمل میں لائی گئی، اس کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

**جناب چیئرمین:** مسٹر صاحب رخصت پر ہیں، ان کی درخواست آئی ہے تو اس کو Monday کے لئے ڈیفر کرتے ہیں۔ Monday کو جب آئینے تو پھر آپ کو جواب دے گا۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** Monday کو۔

**جناب چیئرمین:** اگلے اجلاس میں 19 تک اسکو ڈیفر کیا جاتا ہے۔ ایک منٹ یہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں اُس کے بعد آپ بات کر لیں زیرے صاحب۔ جی سیکرٹری صاحب! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

**جناب طاہر شاہ کا کڑ (جناب سیکرٹری):** سردار محمد صالح بھوتانی صاحب، سردار یار محمد رند صاحب، انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب، سید احسان شاہ صاحب، میرضیاء اللہ لانگو صاحب، حاجی محمد خان لہڑی صاحب، جناب عبدالرشید صاحب، میرا کبر آسکانی صاحب، جناب عبدالحالم ہزارہ صاحب، نوابزادہ گہرام بگٹی صاحب، ملکھی شام لال صاحب، محترمہ زینت شاہوائی صاحبہ اور محترمہ زبیدہ بی بی صاحبہ نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

**جناب چیئرمین:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**جناب سیکرٹری:** رخصت کی درخواستیں ختم۔

**جناب چیئرمین:** نصراللہ زیرے صاحب! عارف محمد حسنی صاحب نے اس سے پہلے کہا تھا، فلور پہلے اُن کو دیگر اس کے بعد پھر آپ بات کریں۔ جی عارف محمد حسنی صاحب۔

**میر محمد عارف محمد حسنی:** سرامیں نے چمن کے حوالے سے لس دو باتیں کرنی ہیں۔

**جناب چیئرمین:** جی جی۔

**میر محمد عارف محمد حسنی:** جناب چیئرمین! میں بھی افغان فورسز کی بدمعاشی کی مذمت کرتا ہوں اور فیڈرل گورنمنٹ سے پر زور مطالیہ کرتا ہوں کہ افغان حکومت سے پر زور احتجاج کرے اور مرنے اور رُختی ہونے والوں کے لئے صوبائی

حکومت معاوضے کا اعلان کرے۔ بڑی مہربانی۔

**جناب چیرین:** جی شکریہ۔ جی نصراللہ زیرے صاحب۔

**میر محمد عارف محمد حسni:** سرمیں نے بات کرنی ہے فی الحال تو میں نے یہ کہا ہے اسکے بعد پھر میں پوانٹ آف آرڈر پر بات کروں گا۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جناب اسپیکر! آج 16 دسمبر ہے۔ یقیناً یہ تاریخ ہمارے ملک کی history میں آپ دیکھیں تو اس تاریخ کو 16 دسمبر 2014ء کو خیر پختونخوا کے کمپیٹ اور کبھی تاریخ میں افغانستان کا سرمائی دار الخلاف پشاور میں اے پی سی سکول کا ایک المناک واقعہ ہوا تھا۔ جس میں سو سے زائد معصوم اور بیگناہ اے پی سی سکول کے طلباء شہید اور سینکڑوں زخمی ہوئے تھے۔ یقیناً آج جور و نارور ہے ہیں، کیا ان دشمنوں کو یکفر کردار تک پہنچایا گیا جس نے 16 دسمبر 2014ء کو پشاور کے اے پی سی سکول پر حملہ کیا اور جس منصوبہ بندی کے تحت حملہ کیا گیا اُس نے بہت سارے سوالات جنم لیے تھے اُس وقت بھی۔ اور آج تک اے پی سی پشاور سکول کے اُن معصوم اور بیگناہ طلباء کے والدین کو جوشہید ہوئے تھے، اُنکے والدین کو آج تک انصاف نہیں ملا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! کیا پشتون عوام کا خون اتنا رزاں ہے کہ وہ جہاں بھی ہو، وہ بہتاجائے۔ آپ نے دیکھا کہ چون میں گزشته دو سال سے میں یہاں جیچ جیچ کر بول رہا تھا کہ آپ نے ڈیورینڈ لائن پر جو خاردار تاریخے جس نے وہاں قبائل کو تقسیم کیا، 1893ء میں ڈیورینڈ لائن افغان عوام کیخلاف کھنچی گئی تھی انگریزی استعمار نے، جس کو آج تک کسی افغان نے تسلیم نہیں کیا ہے۔ جناب اسپیکر! بہر حال جب وہ کھنچی گئی 1893ء میں پاکستان بننے تک 53 سال، یہ ہزاروں سالوں سے ایک ہی لوگ ہیں، ایک ہی خاندان ہے، ایک ہی tribe ہے، وہ آتے رہے، یہ پورا ستہ رہا، 53 سالوں تک انگریز نے وہاں آنے جانے پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔ پھر 1947ء سے لیکر دو سال پہلے تک کسی نے وہاں کوئی پابندی نہیں لگائی۔ لوگ آتے رہے، جاتے رہے، لوگوں کے گھر ڈیورینڈ لائن کے اس پار ہیں، قبرستان اُس پار ہے، گھر تقسیم ہو گئے، بھائی تقسیم ہو گئے، چراہ گاہیں تقسیم ہو گئیں، جنگلات تقسیم ہو گئے، قبرستان تقسیم ہو گئے۔ اور پھر آپ نے کہا دو سال ڈیڈھ سال میں چون میں کیا ہوتا ہا؟ کتنے جنازے اٹھائے گئے، جو کہتے ہیں ”بابِ دوستی ہے“۔ اس پر گزشته دو سال میں درجنوں ہمارے پشتون عوام کا خون بہایا گیا۔ ایک دن میں نونولا شیں اٹھائی گئیں۔ کیا یہ آپس میں دو دوست ممالک ہیں۔ کیا ہندوستان اور پاکستان کے درمیان کبھی ایسا ہوا ہے؟ وہاں تو پالیسی الگ ہے۔ سکھ پنجابی کے ساتھ تو کرتار پور رہاری بنائی گئی۔ 23 ارب روپے بغیر منظوری کے ایک سال میں کرتار پور رہاری بنائی گئی جناب چیرین صاحب! اس طرف بھی پنجاب کے لوگ، ایک ہی زبان، ایک ہی قوم، اُس طرف بھی پنجابی سکھ، ایک ہی زبان، ایک ہی راجحوت، ایک ہی آرامیں، ایک راجحوت، سکھ ہے، ایک عیسائی ہے، ایک مسلمان ہے، لیکن اُنکے

آنے جانے پر کوئی پابندی نہیں۔ اور وہ آتے رہیں، اب بھی آرہے ہیں ہر روز سکھ یہاں گورونا نک، وہاں وہ اپنے مقدس مقامات آتے ہیں۔ کوئی وہاں جھگڑا نہیں، ان کو ویکلم کہا جاتا ہے۔ افغان، میں بھی افغان ہوں، یہ سب جو بیٹھے ہیں ہم سب نسلًا افغان ہیں۔ انگریز نے جو لیکیر یعنی آپ نے وہاں اب کیا معاملات کئے ہیں، بجائے اسکے کہ دونوں ممالک، اب تو آپ کے دوست وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کے good-boy وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب بھی کس بات کا جھگڑا ہے۔ روز چمن کے لوگوں پر، میں کل رات کو گیا تھا جناب اپنے! اس ٹرامائنٹر میں ایک بندے کے گھر آٹھ بڑے بڑے گولے گرے تھے، اُسکی واکف اُس کی بیٹی اُس کا لڑکا یہاں ٹرامائنٹر میں پڑے ہوئے تھے، 15 تک، 11 دسمبر بروز التوارکوسات بیگناہ لوگ شہید ہو گئے تھیں زخمی ہو گئے۔ اور کل دوبارہ 15 دسمبر کو واقعہ ہوتا ہے۔ جناب میر عارف صاحب! یہ صرف اس بات کی مذمت کرنے سے نہیں ہوتا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ اُس طرف اُنکی مذمت کی جائے۔ اب تو دوست لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب کیوں اس طرح کی باتیں کی جاتی ہیں؟ خُدا را! آپ سمجھیں اس بات کو اس طرح آپ لوگ نہ اٹھائیں۔ کیا آپ کسی کی مذمت کریں۔ ابھی تو دوست بیٹھے ہوئے ہیں، اس طرح اب روز جھگڑا، پھیس ہزار لوگ چمن میں پروزگار ہو گئے۔ وہاں محنت مزدوری کرنے جا رہے تھے آپ نے انکو روکا۔ اب کیا ہے وہاں چمن میں؟ چمن کا یہاں نمائندہ بھی تو بیٹھا ہوا ہے اُن سے پوچھیں ہزاروں لوگ بیچارے پروزگار ہو گئے ہیں وہ کریں تو کیا کریں؟ پتھر کا ہے کیا؟ وہاں کوئی ایگر یکلچر نہیں وہاں بارڈر ریڈ ہے۔ دُنیا یہاں میں جناب چیزِ میں! یہ مشاہد حسین سید، وسیم سجاد کی جو کمیٹی آئی تھی، اُس نے فیصلہ کیا تھا مشرف کے دور میں کہ اسمگلنگ صرف اسلحہ اور منشیات اسے اسمگلنگ کہا جائے باقی بارڈر ریڈ ہے، چاہے تقاضا پر ہو، چاہے واشک میں ہو، چاہے تربت میں ہو، چاہے یہاں چمن میں ہو، چاہے غلام جان میں ہو، چاہے بادی میں ہو، چاہے خیر میں ہو، یہ سب بارڈر ریڈ ہے اس کو فری ہونا چاہئے۔ جناب اپنے! میں نہیں سمجھ رہا کہ ریاست پشتوں عوام کے ساتھ کیا کر رہی ہے؟ آئے دن ہم لاشیں اٹھائیں، آئے دن یہ معاملات دیکھ لیں کہ کیا آپ پشتوں عوام کو اس بات پر مجبور کر یعنی گئے کہ وہ بھی بندوق اٹھائیں؟ اب تو کوئی راستہ باقی نہیں رہا، ہم پارلیمان میں چیخ چیخ کر رہم نے ساری چیزیں رکھ دی ہیں۔ شاید اب ہمارے بس سے بھی بات آگے نکلتی جا رہی ہے۔ ہماری ان تقریروں سے بھی کوئی بات کوئی سبق نہیں سیکھ رہا ہے۔ 16 دسمبر 1971ء کو Fall of Dhaka ہوا۔ اس سے بھی آج تک کسی نے سبق نہیں اٹھایا ہے۔ آج 16 دسمبر ہے۔ اور 16 دسمبر 2020ء کو علی وزیر کو گرفتار کیا گیا جناب اپنے! 16 دسمبر 2020ء کو علی وزیر رکن قومی اسمبلی وزیرستان سے معزز زمبر ہے، آج اُنکے دو سال پورے ہو گئے ہیں۔ جناب چیزِ میں! ہم گئے تھے ابھی کراچی، آپ بھی ہمارے ساتھ تھے، رات کو دوست آئے تھے ہواری ہو ٹل، رش تھامیں نے تو خود نہیں دیکھا، جب میں باہر نکلا تو دوستوں نے بتایا کہ ابھی راؤ انوار اس ہو ٹل میں داخل ہوا۔ کتنا لضا دے کیا یہ انصاف ہے جس نے

444 لوگوں کا ماورائے عدالت قتل کیا۔ وہ آزاد پھر رہا ہے اور علی وزیر کے خاندان کے پندرہ، سولہ لوگ شہید ہو گئے، والد شہید ہوا بھائی شہید ہوا، کزن شہید ہو گئے، عارف وزیر شہید ہو گیا اور اسکو صرف تحریر و تقریر پر انھیں دوسال سے بلا جواز غیر قانونی طور پر رکھا گیا ہے۔

**جناب چیئرمین:** شکریہ۔

**جناب نصراللہ خان زیریے:** یہ عدالتیں انھیں ضمانتیں دیتی ہیں، لیکن اسکو رہا نہیں کیا جاتا ہے۔ حکومت ہے تو کیا یہ وفاقی حکومت، وزیر اعظم صاحب! سندھ کے وزیر اعلیٰ صاحب! آپ کے اختیار میں کیا ہے کہ جو علی وزیر بغیر جواز کے غیر قانونی طور پر آج اُسکے دو سال پورے ہونے کو ہے آج پھر وہ بیٹھا ہوا ہے۔

**جناب چیئرمین:** بس کر لیں مختصر کر لیں۔ conclude کریں۔

**جناب نصراللہ خان زیریے:** جناب چیئرمین! آج کے اس فورم سے مطالبہ کروں گا وفاقی حکومت سے کہ آپ علی وزیر کو رہا کرائیں، ان کا حق بن رہا ہے کہ وہ رہا ہو جائے۔ اور اسی طرح میں 16 دسمبر 2014ء کو APC پشاور کے ان عظیم طلباء کو جنمبوں نے اپنی جانوں کی قربانیاں دیں، ان معموم بچوں کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں اور مطالبہ کرتا ہوں کہ ان دہشتگردوں کو گرفتار کیا جائے۔ جناب چیئرمین! میں پرسوں زیارت گیا تھا۔ تو زیارت میں گیس نام کی کوئی چیز نہیں ہے اور وہاں درخت کاٹے جا رہے ہیں۔ درخت کوں کاٹ رہا ہے FC والوں نے ٹریکٹر لوڈر کے صنوبر کے قیمتی جنگلات کو ویڈیو بھی لوگوں نے بنائی تھی کہ FC والے خود صنوبر کے جنگلات کاٹ رہے ہیں۔ وہ صنوبر جس نے ہمارے ماحولیات کو ایک فائدہ پہنچایا ہے۔ جو دنیا کے بڑے بڑے جنگلات میں شمار ہوتا ہے اُن کی حفاظت کی بجائے انھیں کاٹ رہے ہیں۔

**جناب چیئرمین:** شکریہ شکریہ۔

**جناب نصراللہ خان زیریے:** جناب چیئرمین! اس کا کیا مطلب ہے کہ وہ لوگ زیارت کے عوام کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ انتہائی افسوس کی بات ہے میں حکومت سے درخواست کرتا ہوں کہ جنگلات کی جو کٹائی کی جا رہی ہیں ان کی جو بخ کرنی کی جا رہی ہے اس کی روک تھام کے لیے ایک پالیسی بنائیں۔ جناب چیئرمین صاحب! وہاں جنگلات کے کئی ملازم میں ہیں چوکیدا ہیں۔ افسوس کی بات ہے لیکن ایک بھی ڈیوٹی پر حاضر نہیں ہوتا ان کی غفلت کی وجہ سے جنگلات کو کاٹا جا رہا ہے۔ اور جناب چیئرمین! آپ سے request ہے کہ آپ اپنی good-Chair سے ایک رولنگ دیں کہ ان جنگلات کی کٹائی فوراً بند کر دیں۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا نام دیا اور مجھے سنائیں۔

**جناب چیئرمین:** شکریہ۔ جی میرا کبر میں گل صاحب۔

**میر محمد اکبر مینگل:** جناب چیئر مین صاحب! میں نصراللہ زیرے کی اس بات کو آگے بڑھاتے ہوئے چن بارڈر پر فائزگنگ کی اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی بلوچستان نیشنل پارٹی کی طرف سے بھر پور ندمت کرتا ہوں۔ جناب والا! فائزگنگ ہوتی ہے بارڈر کے اوپر اور معصوم شہری جو تجارت کے غرض سے وہاں پر جاتے ہیں یعنی ہوتے ہیں اور شہید ہوتے ہیں۔ دوسری بات جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان نیشنل پارٹی کی طرف سے میں بھی یہ طالبہ کروں گا کہ علی وزیر صاحب جو ہمارے MNA ہیں، کئی سالوں سے گرفتار ہیں، کوئی وجوہات نہیں ہیں۔ وہ ایک امن پسند انسان ہے جس کے اپنے گھر سے 18 جنازے نکلے ہیں لیکن آج وہ بھی امن کی بات کرتا ہے۔ تو میرے خیال میں صرف ذاتیات کی بنیاد پر یا نفرت کی بنیاد پر بحیثیت پشتوں یا بلوچ لوگوں کو نٹار گٹ کرنا یا گرفتار کرنا میرے خیال میں کوئی ثابت عمل نہیں ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اسکو فوری طور پر علی وزیر صاحب کو رہا کرنا چاہیے۔ تاکہ وہ اپنے لوگوں کی نمائندگی کر سکے اپنے حلقے کی نمائندگی کر سکے۔ اور پشتوں جو علاقوں میں جو اس وقت خون خراپ ہو رہا ہے، اُسکے لیے جو آواز اٹھائی جا رہی ہے تو اسکو یہ موقع فراہم کیا جاسکے۔ جناب اسپیکر صاحب! کل خضدار میں ایک واقعہ ہوا ہے area کے main-city سے کل بروز جمعرات 15 دسمبر آٹھویں جماعت کا طالب علم ریحان ول محمد جان، سکنہ کٹھان، خضدار سے جبڑی طور پر فورسز کے ہاتھوں لاپتہ کیا گیا ہے۔ اس سے پہلے اس کے بھائی رشید بلوچ اور آصف بلوچ کو بھی لاپتہ کیا گیا تھا تو اس ایوان کی خدمت میں پیش ہے کہ کم از کم جو ہماری فورسز جس طرح کرنے جا رہے ہیں یا اس طرح سے بچوں کو اٹھا رہے ہیں اس سے نفرت پھلے گی۔ اس کو فوری طور پر رہا کرنا چاہیے اور وہ تمام لاپتہ افراد جو ان کے قبضے میں ہیں ان کو فوری طور پر منتظر عام پر لانا چاہیے۔ اور ان کو رہا کرنا چاہیے۔ Thank you جناب اسپیکر!

**جناب چیئر مین:** شکریہ۔ آپ سب کا شکریہ۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار سورخہ 19 دسمبر 2022ء کو بوقت تین بجے سہ پہر تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔  
 (اسمبلی کا اجلاس 5 بجکر 8 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)